

دانیال کی کتاب - نمبر ایک سو اسی

روم، مکابیوں اور عہدِ جدید کا پیشگویمانہ سنگم: دانیال کے رویاؤں کا مطالعہ

Jeff Pippenger

2024-04-10

اوریاہ سمتھ نے لکھا، "روم خدا کے لوگوں، یہودیوں، کے ساتھ عہد کے ذریعے 162 قبل مسیح میں وابستہ ہوا۔" اکثر جدید مؤرخین اس تاریخ کو 161 قبل مسیح قرار دیتے ہیں، اور سمتھ خود بھی اسی کتاب میں دو مرتبہ 161 قبل مسیح کا حوالہ دیتا ہے۔ میرا گمان یہ ہے کہ 162 قبل مسیح کا یہ حوالہ کتابت کی غلطی ہے۔

"آیات 23 اور 24 کے ذریعے ہمیں یہودیوں اور رومیوں کے مابین 161 قبل مسیح کے عہد کے اس طرف، اُس زمانے تک لایا جاتا ہے جب روم نے عالمگیر تسلط حاصل کر لیا تھا۔" — یوریاہ اسمتھ، دانی ایل اور مکاشفہ، 273۔

آیات گیارہ اور بارہ 217 قبل مسیح میں سلوقی سلطنت، جس کی قیادت انطیوخس سوم عظیم کر رہا تھا، اور مصر کی بطلمی سلطنت، جس کی قیادت بادشاہ بطلمیوس چہارم فیلوپیٹر کر رہا تھا، کے درمیان ہونے والی جنگِ رافیا کی فتح اور اس کے بعد کے حالات کی نشاندہی کرتی ہیں۔

جنگِ پانیوم، جو سترہ سال بعد ۲۰۰ قبل مسیح میں پیش آئی، ایک بار پھر سلوقی سلطنت اور بطلمیوسی سلطنت کے درمیان ہوئی۔

مکابی بغاوت 167 قبل مسیح میں شروع ہوئی اور یہ سلوقی سلطنت کی اُن کوششوں کے خلاف یہودی بغاوت تھی جن کا مقصد یہودی مذہبی رسوم کو دبانا اور یونانی ثقافت مسلط کرنا تھا۔

یروشلم میں دوسرے ہیکل کی دوبارہ تقدیس، جس کی یاد حنوکاہ میں منائی جاتی ہے، 164 قبل مسیح میں ہوئی، آیت تئیس کے "اتحاد" سے تین برس پہلے۔ یہ واقعہ مکابیوں کی سلوقی سلطنت کی افواج کے خلاف کامیاب فوجی مہم کے بعد پیش آیا، جس کی قیادت بدنام زمانہ انطاکیوس چہارم ایپیفانیس کر رہا تھا، جس نے ہیکل کی بے حرمتی کی تھی اور یہودی مذہبی رسوم و روایات پر پابندی عائد کر دی تھی۔ حنوکاہ جس فتح کی یاد مناتا ہے اس کے کچھ ہی عرصے بعد انطاکیوس چہارم ایپیفانیس مر گیا، اور یہی وہ موڑ تھا جس کے بعد تاریخ میں شامی طاقت کا زوال شروع ہوا۔

۲۰۰ قبل مسیح میں (جو جنگِ پانیوم کا زمانہ بھی تھا)، روم نے پہلی بار دانیال باب گیارہ کی نبوتی تاریخ میں مداخلت کی۔ وہاں وہ علامت موجود ہے جو روپا کو قائم کرتی ہے۔ اُس کی مقصودانہ اثراندازی اُس تاریخ میں ایزیل کے کام کی نشاندہی کرتی ہے، جو ایک ایسی کلیسیا کی علامت ہے جو پس پردہ ڈوریں ہلاتی ہے۔ جب اس کا شوہر اخاب ایلیاہ کے ہاتھوں اس کے نبیوں کو قتل ہوتے دیکھ رہا تھا تو ایزیل سامریہ میں گھر پر تھی۔ بیروڈیاس بیروڈیس کی تقریبِ سالگرہ میں موجود نہ تھی، جہاں اس کی بیٹی سلومی نے بیروڈیس کو فریفتہ کیا۔ ریاستہائے متحدہ کی تاریخ میں، پاپائیت، جو صور کی فاحشہ سے مثل ہے، علامتی ستر سال کے اختتام تک بھلا دی جاتی ہے۔ پھر وہ زمین کے بادشاہوں کو اپنے فریب کے نغمے سنانے لگتی ہے۔ سال ۲۰۰ قبل مسیح اُس وقت کی نمائندگی کرتا ہے جب آخری ایام میں وہ بادشاہوں کے سامنے علانیہ گانا شروع کرے گی، جلد آنے والے اتوار کے قانون سے عین پہلے، جیسا کہ آیت سولہ میں پیش کیا گیا ہے۔

یہودیوں کے "اتحاد" (۱۶۱ قبل مسیح تا ۱۵۸ قبل مسیح) سے پہلے، مکابیوں نے ہیکل کی از سر نو تقدیس کی، جسے ۱۶۴ قبل مسیح میں ہنوکا کے ذریعے یاد کیا جاتا ہے۔ پھر تین سال بعد، جب وہ اب بھی شامیوں

کے ساتھ جاری کشمکش میں تھے، مکابی یہودیوں نے مدد کے لیے روم سے رجوع کیا۔ اُس وقت روم کے ساتھ جو "اتحاد" قائم ہوا، وہ خدا کے آخری زمانے کے نبوت کے طالب علموں کے لیے ایک نبوتی آزمائش بن جاتا ہے۔

تاریخ 161 قبل مسیح کو وہ سال قرار دیتی ہے جب "اتحاد" ہوا، لیکن پیش رو اسے 158 قبل مسیح بتاتے ہیں۔ کیا ملر درست تھا، یا جدید مؤرخین درست ہیں؟ ملر نے 158 قبل مسیح میں چھ سو چھاسٹھ سال (666) کا اضافہ کیا اور 508 عیسوی پر پہنچا، جب "روزانہ" کو ہٹا دیا گیا۔ چلے جتنی بھی تلاش کر لیں، 158 قبل مسیح کو یہودیوں اور رومیوں کے درمیان اتحاد قرار دینے کے لیے کوئی تاریخی شہادت ملنا انتہائی مشکل ہوگا، اگر بالکل ناممکن نہیں تو۔

سولہویں آیت اتوار کے قانون کی طرف اشارہ کرتی ہے، لیکن اُس سے پہلے 200 قبل مسیح میں روما رُویا کو قائم کرنے کے لیے تاریخ کے منظر میں داخل ہوتا ہے۔ مکابی بغاوت 167 قبل مسیح میں مودین میں شروع ہوئی، اور آخرکار انہوں نے 164 قبل مسیح میں بیکل کو دوبارہ مخصوص کیا۔ پھر 161 قبل مسیح سے 158 قبل مسیح تک یہودی رومی قوت کے ساتھ ایک عہد میں داخل ہوتے ہیں۔ 161 قبل مسیح سے 158 قبل مسیح تک ایک ایسا زمانی عرصہ ظاہر ہوتا ہے جو "عہد" کے قیام کے لیے درکار تھا۔ یہ فہم "عہد" کی تعیین مؤرخین کی شہادت کے مطابق بھی کرتا ہے، اور اُس نقشے کے مطابق بھی جو خداوند کے ہاتھ کی ہدایت سے مرتب کیا گیا تھا اور جسے تبدیل نہیں کیا جانا چاہیے۔

مورخین ہمیں بتاتے ہیں کہ دوسری صدی قبل مسیح میں یہوداہ اور روم جیسی قدیم اقوام کے درمیان معاہدات پر مذاکرات کا عمل مخصوص حالات، سفارتی ضوابط اور طاقت کے توازن پر منحصر ہو کر مختلف ہوتا تھا۔ عموماً یہ عمل اس طرح شروع ہوتا تھا کہ ایک فریق دوسرے کے ساتھ معاہدہ یا اتحاد قائم کرنے میں دلچسپی ظاہر کرتا تھا۔ یہوداہ اور روم کے معاملے میں، باضابطہ اتحاد کی تجویز پیش کرنے کے لیے یہوداہ نے روم سے رابطہ شروع کیا۔

سفارتی چینلز کو تجویز پہنچانے اور مذاکرات کا آغاز کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا۔ اس میں لازماً سفیروں یا ایلچیوں کو روم بھیجنا شامل ہوتا تاکہ وہ اس کے رہنماؤں یا نمائندوں سے ملاقات کریں۔ مذاکرات شروع ہونے کے بعد، دونوں فریق مجوزہ معاہدے کی شرائط پر گفتگو کرتے۔ اس میں ملاقاتوں کی ایک سلسلہ وار نشستیں، سفارتی پیغامات کا تبادلہ، اور ممکنہ طور پر بات چیت میں سہولت کے لیے واسطہ کاروں یا ثالثوں کی شمولیت شامل ہو سکتی تھی۔ مذاکرات کے دوران، ہر فریق دوسرے کی پیش کردہ شرائط پر غور کرتا اور ممکن ہے جوابی تجاویز پیش کرے یا بعض شرائط میں ترمیم کا مطالبہ کرے۔ یہ عمل محتاط غور و خوض، مشیروں سے مشاورت، اور مجوزہ معاہدے کے ممکنہ فوائد اور نقصانات کے جائزوں پر مشتمل ہو سکتا تھا۔

اگر دونوں فریقین معاہدے کی شرائط پر متفق ہو جائیں، تو دونوں طرف سے طے شدہ شرائط و ضوابط کو واضح کرنے والی باضابطہ دستاویزات تیار کی جائیں گی۔ اس کے بعد معاہدے کی توثیق ہر ملک کے متعلقہ حکام کی جانب سے ضروری ہوگی۔ روم کے معاملے میں، اس کے لیے سینیٹ یا دیگر حکومتی اداروں کی منظوری شامل ہو سکتی ہے۔ اسی طرح، یہوداہ میں معاہدے کو غالباً اس کی قیادت یا حکومتی کونسل کی منظوری درکار ہوگی۔ توثیق کے بعد، معاہدہ نافذ کیا جائے گا، اور دونوں فریقین سے توقع ہوگی کہ وہ اس کی شرائط کی پابندی کریں۔ اس میں تعاون کی مختلف صورتیں، باہمی دفاع کے معاہدے، تجارتی تعلقات، یا معاہدے میں بیان کردہ سفارتی مشغولیت کی دیگر صورتیں شامل ہو سکتی ہیں۔

دوسری صدی قبل مسیح میں، یہودیہ (جو مشرقی بحیرہ روم کے خطے میں واقع تھا) سے روم (جو اٹلی کے وسطی حصے میں واقع تھا) تک سفر ایک دشوار اور وقت طلب کام ہوتا، خصوصاً اگر قدیم ذرائع نقل و حمل کی محدودیتوں کو مدنظر رکھا جائے۔ یہودیہ اور روم کے درمیان فاصلہ، اختیار کیے

گئے مخصوص راستے کے مطابق، لگ بھگ 1,500 سے 2,000 کلومیٹر (930 سے 1,240 میل) تھا۔ قدیم زمانے میں بحری سفر اکثر خشکی کے راستے سفر سے تیز اور زیادہ موثر تھا، مگر بحری سفر غالب ہواؤں کے زیر اثر ہوتا تھا۔ یہودیہ کی کسی بندرگاہ سے اٹلی کی کسی بندرگاہ (مثلاً اوسٹیا، جو روم کی بندرگاہ تھی) تک بحری جہاز کے ذریعے سفر میں چند ہفتے لگ سکتے تھے، اور یہ اس بات پر منحصر تھا کہ ہواؤں کی کیفیت کیا ہے، سمندری دھارے کیسے ہیں، اور استعمال ہونے والے جہاز کی نوعیت کیا ہے۔

یہودیہ سے روم تک خشکی کے راستے سفر زیادہ سست اور زیادہ دشوار ہوتا۔ مسافروں کو مختلف خطوں، جن میں پہاڑ، وادیاں اور دریا شامل ہیں، سے گزرنا پڑتا اور ڈاکوؤں اور دشمنانہ علاقوں جیسی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا۔ اندازہ ہے کہ پیدل یا گھوڑا گاڑی کے ذریعے سفر میں کئی ماہ لگ سکتے تھے۔ سفر کے وقت پر سڑکوں کی حالت، قیام اور آرام گاہوں کی دستیابی، اور راستے میں آرام کرنے اور رسد پوری کرنے کی ضرورت جیسے عوامل بھی اثر انداز ہوتے تھے۔

جب مکابی یہودیوں نے روم کے ساتھ اتحاد کی کوشش کی، تو انہیں روم میں سفیر بھیجنے کی ضرورت پیش آئی۔ جب ان سفیروں کو رومی حکام کے ہاں پذیرائی ملتی، تو مذاکرات کا ایک دور شروع ہوتا۔ تاریخی نظریے کے مطابق—کیونکہ کوئی دقیق ریکارڈ دستیاب نہیں—جب ایک معاہدہ باضابطہ شکل اختیار کر لیتا، تو اسے توثیق کے لیے واپس یہودیہ لے جانا پڑتا، اور غالباً پھر یہود کی قبولیت کی تصدیق کے لیے اسے دوبارہ روم لانا پڑتا۔ یہ باور کرنا تقریباً ناممکن ہے کہ اس زمانے میں اتحاد قائم کرنے کا یہ عمل ایک ہی سال میں مکمل ہو گیا ہوگا، لہذا یہ سمجھ کہ "اتحاد" 161 قبل مسیح سے 158 قبل مسیح تک جاری ایک عمل کی نمائندگی کرتا ہے، اُن دیگر پیشگوئی کے سلسلوں سے مطابقت رکھتی ہے جو اس تاریخ کی نشاندہی کرتے ہیں جو آیت سولہ کے اتوار کے قانون تک لے جاتی ہے۔

ایک "معاہدہ" جس کے بارے میں تمام مؤرخین متفق ہیں کہ اس کی ابتدا مکابی یہودیوں نے کی، 161 قبل مسیح میں یہودیہ میں شروع ہوا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ یہودیوں کو شامیوں کے خلاف حمایت حاصل ہو، جن کے ساتھ وہ 167 قبل مسیح میں اپنی بغاوت کے آغاز سے برسرِ پیکار تھے۔ اس بغاوت کو ایک یہودی کاہن متتھیاس اور اس کے پانچ بیٹوں—خصوصاً یہوداہ مکابی—کی ان کوششوں نے مہمیز دی کہ وہ سلوقی حکمران انطیوکس چہارم ایپیفینس کی مسلط کردہ ہیلینی بنانے کی پالیسیوں کی مزاحمت کریں۔ ان پالیسیوں میں یہودی مذہبی رسومات کو دبانے اور یونانی رسوم و عقائد کو اپنانے پر مجبور کرنے کی کوششیں شامل تھیں۔

بغاوت کا محرک Modein کے گاؤں میں پیش آنے والا ایک واقعہ تھا، جہاں متتھیاس نے ایک یونانی دیوتا کے لیے قربانی پیش کرنے کے حکم کی تعمیل سے انکار کر دیا۔ "Modein" عبرانی لفظ "modi'a" سے ماخوذ ہے، جس کا مطلب "اعلان کرنا" یا "احتجاج کرنا" ہے۔ اپنے احتجاج میں، متتھیاس نے ایک یہودی مرتد کو قتل کر دیا جو قربانی انجام دینے ہی والا تھا، اور وہ اپنے بیٹوں کے ساتھ پہاڑوں کی طرف بھاگ گئے، سلوکی افواج کے خلاف گوریلا جنگ کی مہم شروع کرتے ہوئے۔ مکابی بغاوت کئی برسوں تک جاری رہی، جس دوران مکابیوں نے سلوکیوں اور ان کے اتحادیوں کے خلاف بے شمار لڑائیاں لڑیں۔ عددی اعتبار سے بہت کم اور سازوسامان کے اعتبار سے کمتر ہونے کے باوجود، مکابیوں نے کئی اہم فتوحات حاصل کیں۔

سلوقی سلطنت یہود پر یونان کے مذہب کو مسلط کرنے کی کوشش کر رہی تھی، اور یونانی آخری ایام کے عالمگیر عناصر کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اُن کا مذہب اُس بیداریت میں ظاہر ہوتا ہے جو اس وقت ریاستہائے متحدہ اور دنیا پر، بینکاری نظام، مرکزی دھارے کے ذرائع ابلاغ، تعلیمی مراکز، اور غیر قانونی اجنبیوں کی جبری ہجرت کے ذریعے قومی امتیازات کو منہدم کرنے والی عالمگیر قوتوں کی طرف سے، زبردستی مسلط کی جا رہی ہے۔ جب انطیوکس ایپیفینس یہود پر یونانی مذہب مسلط کر رہا تھا، تو ایسے یہودی بھی تھے جو اس کی کوششوں میں تعاون کر رہے تھے۔ مکابی مرتد یہود کے ایک

طبقے کی نمائندگی کرتے ہیں، جو یونان کے مذہب کی مزاحمت کر رہے تھے، لیکن مرتد یہود کا ایک اور طبقہ بھی تھا جو یونانی مذہب کے نفاذ کے کام کی حمایت کر رہا تھا۔

آیت سولہ میں جلد آنے والے اتوار کے قانون اور اژدہا، درندہ اور جھوٹے نبی کے سہ گانہ اتحاد کا ذکر ہے۔ اس تاریخ سے پہلے آیات تیرہ تا پندرہ آتی ہیں، جہاں چالیسویں آیت کی تین لڑائیاں نمایاں ہوتی ہیں: آیت دس (1989)، آیات گیارہ اور بارہ (یوکرین کی جنگ)، اور پانیوم کی جنگ۔ پانیوم کی جنگ اس معرکے کی نمائندگی کرتی ہے جس میں دو سینگوں والا زمینی درندہ عالمگیریت پسندوں کے مذہبی اور سیاسی نظریات پر غالب آتا ہے۔

اس لڑائی میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے آخری صدر کو آیات گیارہ اور بارہ میں مذکور پوتن کی فتح اور اس کے بعد کے انہدام کے اثرات سے نمٹنا ہوگا۔ وہ روس کے انہدام کے مضمرات کو سنبھالنے کے لیے نیٹو یا اقوام متحدہ کے ساتھ اتحاد قائم کرے گا، اور اسی اتحاد کے دور میں وہ اقوام متحدہ کو جنگ پینیم میں شامل کرے گا۔ آیت چالیس کی تیسری جنگ آیت چالیس کی پہلی جنگ کی مانند ہوگی۔ جس طرح سوویت یونین ریاست ہائے متحدہ کی معاشی اور عسکری طاقت کے زیر دباؤ ڈھے گیا تھا، اسی طرح اقوام متحدہ کے عالمگیریت پسند "perestroika" دہرنے پر مجبور ہوں گے—جو سوویت یونین میں اصلاحات کے لیے گورباچوف کی کوششوں کا کلیدی جز تھا—حالاں کہ بالآخر انہی اقدامات نے سوویت نظام کے شیرازہ بکھیرنے اور سوویت یونین کے آخرکار تحلیل ہو جانے میں کردار ادا کیا۔

تیسری جنگ کو پہلی جنگ کے ذریعے سمجھایا گیا ہے، اور معاشی اور عسکری دباؤ کے ذریعے ٹرمپ، جس کی نمائندگی ریگن کرتا ہے، اقوام متحدہ کو "پیریستروئیکا" پر مجبور کرے گا، جس کے معنی تنظیم نو یا اصلاح ہیں۔ یہ تنظیم نو امریکہ کو دس بادشاہوں کے نظام، یعنی اقوام متحدہ، کے سربراہ پر بٹھا دے گی۔ اس جنگ میں پاپائیت پھر تاریخ کے منظر نامے میں داخل ہوگی، یہ دعویٰ کرتے ہوئے کہ وہ اس نظام کی محافظ ہے جسے اس وقت ٹرمپ فتح کر رہا ہوگا۔

اسی تاریخی تناظر میں ٹرمپ کو ایک داخلی خانہ جنگی کا سامنا کرنا پڑے گا جس سے انہیں، بالکل اسی طرح جیسے ابراہم لنکن کو، نمٹنا ہوگا۔ یہ خانہ جنگی امریکہ کے اندر دو باہمی متحارب مرتد دھڑوں کے درمیان ہوگی۔ ایک طبقہ اُن لوگوں پر مشتمل ہے جنہوں نے ووک ازم کے مذہب اور فلسفے کو قبول کر لیا ہے، یعنی دونوں سیاسی جماعتوں کے ترقی پسند گلوبلسٹ۔ دوسرا طبقہ (MAGA-ism) یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ حقیقی پروٹسٹنٹ ہیں، اگرچہ وہ یہ شناخت 1844 میں کھو بیٹھے تھے۔

صدر کے دھڑے کی نمائندگی میگا ازم کرتا ہے، اور یہ حقیقی پروٹسٹنٹ ازم اور آئین کی پاسداری کے گمراہ کن دعوے پر مبنی ہے۔ ووک ازم یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مذہب مادر ارض اور نیو ایچ ہے، اور یہ کہ آئین کا اطلاق بائیان مملکت کے فرسودہ خیالات کے بجائے معاشرے کے رائج معیارات کی موجودہ صورتِ حال کے مطابق ہوتا ہے۔

مطیاس (ٹرمپ) ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے اندر عالمگیریت پسند ترقی پسند ڈیموکریٹس کی کوششوں کا خاتمہ کرے گا، جیسا کہ 167 قبل مسیح میں مودین میں شروع ہونے والی بغاوت اس کی نمائندگی کرتی ہے۔ پھر ٹرمپ 164 قبل مسیح کی تاریخ دہرائے گا، جب مکابیوں نے بیکل کی دوبارہ تقدیس کی، جس کی یاد منانے کے لیے حنوکہ منایا جاتا ہے۔ پھر 161 قبل مسیح سے 158 قبل مسیح کے دور میں، ٹرمپ پاپائیت کی شبیہ قائم کرنے کے لیے آخری کوشش شروع کرے گا، جو ایسی شبیہ ہے جو مذہبی طاقت اور سیاسی طاقت کے درمیان ایک ناجائز تعلق کی نشاندہی کرتی ہے۔ 158 قبل مسیح میں یہ اتحاد نافذ کیا جائے گا جب آیت سولہ میں مذکور عنقریب آنے والا اتوار کا قانون نافذ کیا جائے گا۔

دانی ایل باب گیارہ پہلے یہ واضح کرتا ہے کہ روم سیاسی طور پر کس طرح اقتدار سنبھالتا ہے، اور پھر دانی ایل اسی تاریخ کو دہرا کر اسے مزید وسعت دیتا ہے، ایک سلسلہ بیان میں یہ بتاتے ہوئے کہ اسی

تاریخ میں روم خدا کے لوگوں کے ساتھ کیسے معاملہ کرتا ہے۔ آیت سولہ سے آیت انیس تک بت پرست روم کے دنیا پر غلبہ پانے میں حائل تین رکاوٹیں بیان کی گئی ہیں۔ آیت سولہ میں بتایا گیا ہے کہ 65 قبل مسیح میں بت پرست روم نے شام فتح کیا، اور پھر 63 قبل مسیح میں پومپی نے یہودیہ کو فتح کیا۔ آیت سولہ اس وقت کی نشاندہی کرتی ہے جب روم ارض جلال میں کھڑا ہونا تھا، اور اس طرح وہ اسی باب کی آیت اکتالیس کے اتوار کے قانون کی تمثیل پیش کرتی ہے۔

یہ نوٹ کرنا اہم ہے کہ یہ فتح 63 قبل مسیح [1863 کے متوازی] میں، یروشلم کے اندر جاری ایک خانہ جنگی کے دوران، وقوع پذیر ہوئی۔ یوریاہ سمتھ نے کہا، "جب پومپی اپنی مہم جنگی سے، جو اس نے پونٹس کے بادشاہ میتھریڈیس کے خلاف کی تھی، واپس لوٹا، تو یہودیہ کے تاج کے لیے دو مدعی، ہیرکانس اور اریستوبولس، برسرا پیکار تھے۔"

نام "Hyrchanus" اور "Aristobulus" دونوں یونانی الاصل ہیں اور تاریخی اہمیت رکھتے ہیں، خصوصاً ہیلینی دور اور حشمونی سلطنت کے زمانے میں یہودی تاریخ کے تناظر میں۔ "Hyrchanus" یونانی لفظ "Hurkanos" سے ماخوذ ہے، جو غالباً فارسی زبان کے لفظ "hurkan" سے نکلا ہے، جس کے معنی "بھیڑیا" ہیں۔ Hyrchanus ایک ایسا نام تھا جو کئی حشمونی حکمرانوں نے اختیار کیا۔ "Aristobulus" کے معنی "بہترین مشیر" یا "بہترین صلاح کار" ہیں۔ Aristobulus بھی ایک ایسا نام تھا جو کئی حشمونی حکمرانوں نے اختیار کیا۔ "Hyrchanus" اور "Aristobulus" دونوں ایسے نام ہیں جو حشمونی دور میں یہودی تاریخ کی نمایاں شخصیات کے ساتھ وابستہ ہیں۔ وہ ایسے حکمران تھے جنہوں نے یہودیہ میں حشمونی مملکت کی حکومت اور توسیع میں اہم کردار ادا کیا۔ مسیح کے زمانے میں حشمونی مملکت کی نبوتی اولاد اور نمائندے فریسی تھے۔

جب پومپی نے یروشلم فتح کیا، اس وقت دو سیاسی جماعتیں تھیں جو اپنی اصل 167 قبل مسیح میں مودیعیوں میں برپا ہونے والی بغاوت کے دور سے جوڑتی تھیں۔ جب پومپی اس بغاوت میں شامل ہوا تو اس نے یروشلم پر قبضہ کرنے کا عزم کیا، اور اریستوبولس کی سیاسی جماعت نے اس کے خلاف مزاحمت کا فیصلہ کیا، مگر ہیرکانس کی جماعت نے پومپی کے لیے دروازے کھول دینے کا فیصلہ کیا۔ پھر پومپی نے یروشلم پر چڑھائی کی اور تین ماہ بعد یروشلم ہمیشہ کے لیے روم کی عمل داری کے تحت آ گیا۔

آیت انیس تک مصر، جو تیسری اور آخری رکاوٹ تھا، روم کے قبضے میں آچکا تھا۔ پھر آیت بیس میں مسیح کی پیدائش کی نشاندہی کی جاتی ہے جب دانی ایل یہ بیان کرنا شروع کرتا ہے کہ اس تاریخ میں روم خدا کے لوگوں کے ساتھ کس طرح معاملہ کرے گا۔ آیات اکیس اور بائیس میں مسیح کو مصلوب کیا جاتا ہے۔ آیت تئیس میں، وہ معاہدہ جس کی ابتدا 161 قبل مسیح سے 158 قبل مسیح کے درمیان ہوئی تھی، ان آیات کے فوراً بعد شناخت کیا جاتا ہے جو صلیب کی تفصیل بیان کرتی ہیں، جہاں مرتد یہودیوں نے اعلان کیا کہ "ہمارا کوئی بادشاہ نہیں مگر قیصر"۔ مرتد یہودیوں کی وہ روش، جس کی نمائندگی مکابیوں نے کی، جنہوں نے یونانی مذہبی فلسفے کی یلغار کی مزاحمت کی اور اسی عمل میں روم کے ساتھ ایک ناپاک تعلق قائم کر لیا، اس آیت کے بعد آتی ہے جو صلیب کی تاریخ کی نشاندہی کرتی ہے، جہاں ان کے اس ناپاک تعلق کا پھل پوری طرح ظاہر ہوا۔

شکینہ کبھی اس ہیکل میں واپس نہ آیا جو ستر برس کی اسیری کے بعد تعمیر کیا گیا تھا۔ آخری نبوی گواہی، جس کا اعلان ملاکی نے کیا، تقریباً پانچویں صدی قبل مسیح کے وسط میں دی گئی تھی۔ مکابیوں کے عالمگیر یونانی اثر و نفوذ کے خلاف کھڑے ہونے سے صدیوں پہلے تک نہ تو خدا کی ظاہری حضوری تھی اور نہ کوئی نبوی گواہی۔ اپنی بغاوت کے آغاز میں انہوں نے وہی سرکشی سرانجام دی جس کی کوشش بطلموس اور بادشاہ عزیاہ نے کی تھی، یعنی جب ان دونوں نے کاہن کا منصب سنبھالنے اور ہیکل میں قربانی پیش کرنے کی سعی کی۔

یوناتان آفوس (جو یوناتان مکابی کے نام سے بھی معروف تھا) متنیاس کے بیٹوں میں سے ایک تھا، جس نے مکابی بغاوت کا آغاز کیا، اور اس نے سلوکی سلطنت کے خلاف یہودی بغاوت کی قیادت میں ایک اہم کردار ادا کیا۔ اپنے بھائی یہوداہ مکابی کی جنگ میں وفات کے بعد، یوناتان نے مکابی افواج کی قیادت سنبھال لی۔ اپنی عسکری اور سیاسی قیادت کے علاوہ، یوناتان نے سردار کاہن کا منصب بھی اختیار کیا اور یہودی قوم کے روحانی راہنما کے طور پر خدمت انجام دی۔ یوناتان کا بطور رہنما اور سردار کاہن یہ دوہرا منصب یہودی تاریخ میں ایک اہم پیش رفت تھا، کیونکہ اس کے ذریعے ہسمونی خاندان کے اندر سیاسی اور مذہبی دونوں اختیارات یکجا ہو گئے۔ اس کی قیادت نے یہودی خودمختاری کو مضبوط کرنے اور یہودیہ میں ہسمونی حکومت کے قیام میں مدد دی۔

وہی عین گناہ جس کی کوشش بطلموس نے رافیہ کی فتح کے بعد کی تھی، مکابیوں کی بغاوت کے بالکل آغاز ہی میں انجام پا گیا۔ یہی وہی گناہ تھا جس کی مزاحمت بادشاہ عزیاہ کے زمانے میں کاہنوں نے کی تھی، لیکن خدا کی ہیکل کی عبادتی خدمتوں کے مکابیوں کے اعلانیہ دفاع دراصل کلیسیا اور ریاست کے امتزاج کا ایک گمراہ کن اور سرکش مظہر تھا، اور اسی حیثیت سے یہ مرتد پروٹسٹنٹیت کی اُس بغاوت کی تمثیل ہے جو اب بائیڈن کے عالمگیر ووک ازم کی دراندازیوں کے مقابلے میں ٹرمپ کی حمایت کے لیے مجتمع ہو رہی ہے۔

بائبل یہ تعلیم دیتی ہے کہ تم انہیں اُن کے پھلوں سے پہچانو گے، اور مسیح کے زمانہ میں فریسی ہسمونی سلطنت کے وہ آخری باقیات تھے جس کا آغاز متتیاہ سے ہوا تھا۔ متتیاہ، اور وہ بغاوت جس کا اُس نے آغاز کیا، فریسیت کے پھل لائی، اور یہی حال اُن مرتد پروٹسٹنٹوں کا ہے جو "America Again" کے تصور کی حمایت کر رہے ہیں۔ امریکہ اُس وقت عظیم تھا جب دستور کو اس طرح سمجھا جاتا تھا کہ وہ کلیسیا اور ریاست کو ایک دوسرے سے جدا رکھتا ہے، لیکن اُس جعلی معجزہ کے وقت، جس کی نمائندگی اُس فتح سے ہوتی ہے جس کی یاد حنوکا کی عید کے ذریعہ منائی جاتی ہے، اتوار کی قانون سازی کی تحریک اعلانیہ منظر عام پر آ جائے گی۔

ہم اس مطالعے کو اگلے مضمون میں جاری رکھیں گے۔

اب تک جو لوگ تیسرے فرشتے کے پیغام کی سچائیاں پیش کرتے رہے ہیں، انہیں اکثر محض خوف پھیلانے والے سمجھا گیا ہے۔ ان کی یہ پیش گوئیاں کہ ریاست ہائے متحدہ میں مذہبی عدم برداشت کو غلبہ حاصل ہوگا، اور یہ کہ کلیسا اور ریاست خدا کے احکام پر عمل کرنے والوں کو ستانے کے لیے متحد ہو جائیں گے، بے بنیاد اور لغو قرار دی گئی ہیں۔ پورے اعتماد کے ساتھ یہ اعلان کیا گیا ہے کہ یہ سرزمین کبھی اپنے ماضی کے سوا کچھ نہ ہوگی—یعنی مذہبی آزادی کی محافظ۔ لیکن جب اتوار کی پابندی نافذ کرنے کا سوال وسیع پیمانے پر زیر بحث ہے، تو وہ واقعہ جس پر مدتوں شک کیا گیا اور جسے مانا نہیں گیا تھا، قریب آتا ہوا دکھائی دیتا ہے، اور تیسرا پیغام وہ اثر پیدا کرے گا جو اس سے پہلے ممکن نہ تھا۔

ہر نسل میں خدا نے اپنے خادم بھیجے ہیں کہ وہ دنیا میں بھی اور کلیسیا میں بھی گناہ کی توبیخ کریں۔ لیکن لوگ چاہتے ہیں کہ ان سے نرم باتیں کہی جائیں، اور صاف، بے آرائش سچائی قابل قبول نہیں ہوتی۔ بہت سے مصلحین نے جب اپنے کام کا آغاز کیا تو یہ ٹھان لیا کہ کلیسیا اور قوم کے گناہوں پر گرفت کرنے میں بڑی احتیاط سے کام لیں گے۔ وہ امید رکھتے تھے کہ پاک مسیحی زندگی کی مثال سے لوگوں کو بائبل کی تعلیمات کی طرف واپس لے آئیں گے۔ مگر جیسے روح خدا ایلیاہ پر آیا تھا ویسے ہی ان پر بھی آیا، اور انہیں اس بات پر ابھارا کہ ایک شریر بادشاہ اور ایک مرتد قوم کے گناہوں کی توبیخ کریں؛ وہ بائبل کے صاف کلام—وہ عقائد جنہیں پیش کرنے میں وہ ہچکچا رہے تھے—کی منادی کرنے سے باز نہ رہ سکے۔ وہ سچائی اور اس خطرے کا جو روحوں کو لاحق تھا جوش و غیرت سے اعلان کرنے پر مجبور ہوئے۔ جو کلام خداوند نے انہیں دیا وہ انہوں نے انجام کی پروا کیے بغیر ادا کیا، اور لوگ اس تنبیہ کو سننے پر مجبور ہوئے۔

یوں تیسرے فرشتے کا پیغام منادی کیا جائے گا۔ جب یہ وقت آئے گا کہ اسے سب سے زیادہ قوت کے ساتھ دیا جائے، تو خداوند فروتن وسیلوں کے ذریعے کام کرے گا، اُن کے ذہنوں کی راہنمائی کرتا ہوا جو اپنے آپ کو اُس کی خدمت کے لیے وقف کرتے ہیں۔ خادم تعلیمی اداروں کی تربیت سے زیادہ اُس کی روح کے مسح کے باعث اہل ٹھہریں گے۔ ایمان اور دعا کے لوگ مقدس جوش کے ساتھ نکل کھڑے ہونے پر مجبور ہوں گے، وہ کلمات بیان کرتے ہوئے جو خدا انہیں دیتا ہے۔ بابل کے گناہ آشکار کر دیے جائیں گے۔ کلیسیا کے مراسم کو شہری اختیار کے ذریعے نافذ کرنے کے بولناک نتائج، اسپریچولزم کی یلغار، پاپائی قوت کی خفیہ مگر تیز رفتار پیش قدمی—یہ سب بے نقاب ہو جائیں گے۔ ان سنجیدہ تنبیہات کے ذریعے لوگ متحرک ہوں گے۔ ہزاروں ہزاروں سنیوں کے جنہوں نے اس طرح کے الفاظ کبھی نہ سنے تھے۔ حیرت سے وہ یہ گواہی سنتے ہیں کہ بابل کلیسیا ہے، جو اپنی غلطیوں اور گناہوں کے باعث گری ہوئی ہے، کیونکہ اس نے وہ سچائی رد کر دی جو اسے آسمان سے بھیجی گئی تھی۔ جب لوگ اپنے سابقہ استادوں کے پاس یہے تابانہ سوال لے کر جاتے ہیں کہ کیا یہ باتیں درست ہیں؟ تو واعظین ان کے خوف کو تھپکنے اور بیدار شدہ ضمیر کو خاموش کرنے کے لیے افسانے پیش کرتے ہیں، خوشنما باتوں کی پیش گوئی کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ بہت سے لوگ محض انسانی اختیار پر قناعت نہیں کرتے اور صاف طور پر یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ 'یوں خداوند فرماتا ہے،' اس لیے عوام میں مقبول واعظین، پہلے زمانے کے فریسیوں کی مانند، جب ان کے اختیار پر سوال اٹھایا جاتا ہے تو غضب سے بھر جائیں گے، اور اس پیغام کو شیطانی قرار دیں گے اور گناہ سے محبت کرنے والے ہجوم کو اس بات پر اکسائیں گے کہ وہ اسے منادی کرنے والوں کو گالیاں دیں اور ان پر ظلم و ستم کریں۔

جب کشمکش نئے میدانوں تک پھیلتی ہے اور لوگوں کے اذہان خدا کی پامال کی گئی شریعت کی طرف متوجہ کیے جاتے ہیں، تو شیطان متحرک ہو جاتا ہے۔ پیغام کے ساتھ کارفرما قوت صرف اس کے مخالفین کو مزید برا فروختہ کرے گی۔ پادری طبقہ روشنی کو روک دینے کے لیے لگ بھگ مافوق الفطرت کوششیں کرے گا، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ان کے ریوڑ پر چمک پڑے۔ اپنے اختیار میں موجود ہر ذریعے سے وہ ان نہایت اہم سوالات کی بحث کو دبانے کی سعی کریں گے۔ کلیسیا شہری اقتدار کے مضبوط بازو سے رجوع کرتی ہے، اور اس کام میں کیتھولک اور پروٹسٹنٹ متحد ہو جاتے ہیں۔ جیسے جیسے اتوار کے نفاذ کی تحریک زیادہ جسور اور قطعی بنتی جائے گی، قانون کو احکام کے پابندوں کے خلاف بروئے کار لایا جائے گا۔ انہیں جرمانوں اور قید کی دھمکیاں دی جائیں گی، اور بعض کو اثر و رسوخ کے مناصب، اور دیگر انعامات و فوائد بطور لالچ پیش کیے جائیں گے تاکہ وہ اپنے ایمان سے دستبردار ہو جائیں۔ لیکن ان کا اٹل جواب یہ ہوگا: 'خدا کے کلام سے ہمیں ہماری غلطی دکھاؤ'—وہی استدعا جو لو تھرنے اسی طرح کے حالات میں کی تھی۔ جو لوگ عدالتوں کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں وہ حق کی پرزور وکالت کرتے ہیں، اور جو انہیں سنتے ہیں ان میں سے بعض خدا کے تمام احکام کی پابندی کے لیے اپنا موقف اختیار کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ یوں ہزاروں کے سامنے وہ روشنی لائی جائے گی جنہیں ورنہ ان حقائق کا کچھ علم نہ ہوتا۔ عظیم کشمکش،